سلسلہ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۵۶۵

فضائل و محبت اہلبیت اطہار علیہم السلام

از

عالی جناب مولانا منشی محمد اکرام الدین صاحب مدظلہ
امام مدینہ مسجد۔ ضلع بیدر شریف۔ دکن

قیمت ۔۔ ۔۔ ۔۔ سولہ پیسے

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ ۵۶۵

فضائل و محبت اہلبیت اطہارؑ

از

جناب منشی محمد اکرام الدین صاحب امام مدینہ مسجد
ضلع بیدر شریف

قیمت ۱۶ سولہ پیسے

(مطبوعہ سرفراز قومی پریس لکھنؤ)

تعارف

محترمی جناب منشی محمد اکرام الدین صاحب کا یہ گرانقدر مقالہ اس سے قبل روزنامہ "رہنمائے دکن" شہادت سپلیمنٹ مورخہ ۹ اپریل ۱۹۶۸ء میں شایع ہوا تھا اور اب ہم اس کو اپنے سالِ رواں کے لٹریچر میں شامل کر کے بصورتِ رسالہ شایع کر رہے ہیں۔

یقین ہے کہ افرادِ دینی اس رسالہ کی بھی زیادہ سے زیادہ تعداد طلب فرما کر برادرانِ وطن میں بلا قیمت تقسیم فرمائیں گے اور عند اللہ و عند الرسولؐ ماجور ہوں گے۔

الداعی الی الخیر
سید ابن حسین نقوی عفی عنہ
آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ ۳

محرم الحرام ۱۳۸۹ھ

۷۸۶

فضائل و محبت آل اطہار علیہم السلام

اہلبیتِ اطہار کی فضیلت نہ صرف یہ کہ بے شمار احادیث سے مسلم ہے بلکہ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس فضیلت کو نمایاں کر دیا ہے اور متعدد نصوص و آیات اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ اہلبیت اطہار اللہ کی بہترین اور پاکیزہ ترین مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف الفاظ میں فرماتا ہے۔ "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا" "اے اہلبیتؑ خداوند تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے تمام خرابیاں۔ برائیاں دُور رکھے اور تمھیں پاکیزگی و طہارت کا ایک پیکر بنا دے جسے باری تعالیٰ خود پاک کرے جن کی تطہیر میں قرآنِ کریم میں آیت تطہیر نازل ہوا اور جنھیں پاکیزہ و مطہر بنانے کا عمل خود دستِ قدرت شروع کرے۔ ان کے تقدس و فضیلت سے کیسے جرأتِ اِبا و انکار ہو سکتی ہے۔ دوسری جگہ قرآنِ مجید میں ارشادِ خداوندی ہے وما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم اور اللہ پاک اس وقت تک انھیں عذاب نہ کرے گا جب تک کہ آپ اُن میں موجود ہیں۔ اس آیتِ شریفہ کی تفسیر کرتے ہوئے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلبیتؑ کو امانِ ارضی اور اپنی ذاتِ اقدس کو اُن کی امان قرار دیا۔ اور فرمایا جس طرح سارے

امان اہلِ فلک ہیں اُسی طرح اہلبیتؑ امانِ ارض ہیں۔ جب اہلبیتؑ دنیا میں نہیں رہیں گے تو دنیا والے وہ چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے جن کا اُن سے وعدہ کرلیا گیا ہے (مسند امام حنبل) آیت ویطعمون الطعام علیٰ حبه مسکینا و یتیما و اسیراً اور آیت و یوثرون علیٰ انفسھم اہلبیتِ اطہارؑ ہی کی شان میں نازل ہوئی جس پر سب کا اتفاق ہے جس وقت آیت فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیھا اسمه یسبح له فیھا بالغدو والاصال نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر نے حضرت فاطمہؑ و علیؑ کے خانۂ مبارک کی طرف اُنگلی اُٹھا کر پوچھا کہ یا رسولؐ جن گھروں کا ذکر اس آیت پاک میں فرمایا گیا ہے کیا اُن میں یہ گھر بھی شامل ہے۔ رسالت مآبؐ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ نعم انا ضلھا بے شک نہ صرف یہ گھر شامل ہے بلکہ مذکورہ گھروں میں یہ بہترین گھر ہے۔ اسی طرح خود علی مرتضیٰ شیرِ خداؑ کا ارشاد ہے کہ آیت فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون میں اھل الذکر سے مراد ہم اہلبیتؑ ہی ہیں اور ناواقفیت پر ہمیں سے پوچھنے اور دریافت کرلینے کا حکم ہے قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے من النّاس علی اٰمنھم اللہ من فضله اللہ اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت اپنے فضل و کرم سے عطا کی ہے دنیا والے اس پر حسد کرتے اور جلتے ہیں چنانچہ اس آیت پاک کی تفسیر میں حضرت امام باقرؑ جو حضرت سیدالشہداؑ کے پوتے ہیں خدا کی قسم کھا کر کہا کہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ وہ لوگ ہم ہی اہلبیتؑ ہیں۔

جن سے دنیا نے حسد کیا۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اہلبیتؑ کے شرف بندگی و احترام و اثر و اقتدار کو دیکھ کر جلنے والے اور حسد کرنے والے ساڑھے چھ صدیوں تک تو مستقل طور پر موجود رہے۔ پہلی صدی ہجری کے بعد تک تو مسجد کے منبروں پر اُن کے خلاف لعن طعن کی جاتی رہی۔ بنی امیہ ہی نہیں بنی عباسیہ بھی اُنھیں دیکھ کر حسد کرتے رہے۔ یہ اسی حسد و بغض و کینہ کے کرشمے اور ثمر ہائے تلخ تھے کہ ان کی مطہر نسل ہی کو سرے سے منقطع کر کے رکھ دینے کی ایک ہولناک جہنمی سعی کی گئی قُل لا اسئلکم علیہ اجراً المودۃ فی القربیٰ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خود محبت اہل بیتؑ کتنی عزیز ہے۔

محبت اہل بیتؑ

حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا جن لوگوں نے میرے اہلبیتؑ سے محبت کی ہوگی وہ سات خوفناک مواقع پر اس سے فیضیاب ہوں گے: (۱) مرنے کے وقت (۲) قبر میں جاتے وقت (۳) قبر سے اُٹھائے جانے کے وقت (۴) حساب و کتاب کے وقت (۵) میزانِ عمل کے وقت۔ (۶) پلِ صراط سے گزرتے وقت ۔۔ پہلے تو آپ ان مواقع کی ہیبت کی نوعیت پر غور کیجیئے۔ ان کٹھن منازل کی لرزہ خیزیاں دیکھیئے اور پھر اہلبیتؑ کی فائز المرامیاں زیرِ نظر لائیے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس موقع پر محبت اہل بیتؑ کا مفہوم اچھی طرح آپ کے ذہن نشین کرا دوں۔

ضروری ہے کہ اہلبیت اطہارؑ کے اسوۂ عمل کو فاتبعونی یحببکم اللہ

کی روشنی میں پیش نظر رکھا جائے اور ہر ہر امر میں ان کی نظیر تلاش کی جائے۔ محبت اہل بیتؑ کے فضائل قرآن واحادیث میں زور وشور سے بیان کیے گئے ہیں تو کیا ان کا مطلب صرف یہی ہے کہ محض زبان سے ادا کر دیا جائے؟ معلوم ہونا چاہیے کہ بلا عمل و قربانی کسی کو کبھی کچھ نہیں ملا۔ ہماری اور آپ کی تو حقیقت کیا ہے خود رسول کریمؐ کا عمل دیکھیے کتنی مصروف اور باعمل زندگی تھی اللہ سے کتنا ڈرتے تھے کس خضوع وخشوع سے عبادت کرتے تھے۔ زندگی میں اعلان حق کی خاطر کتنے کٹھن اور زہرہ گداز مصائب برداشت کیے اور کس خندہ پیشانی سے کیے۔ حضرت بی بی فاطمہ زہراؑ (خیر النساء) کا رتبہ کتنا افضل ہے کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے صاف نہ کہہ دیا تھا کہ بیٹی تم کو رسولؐ کی بیٹی ہونا کچھ کام نہ آئے گا وہاں تو صرف عمل کی پرسش ہوگی۔ عمل کرو۔ قرآن میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ایک بیٹے تھے مگر بے عملی نے انھیں کھویا کہیں کا نہ رکھا۔ اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی آخر حرم پیغمبر تھیں لیکن پیغمبر کا عدم اتباع گمراہی کا باعث بن گیا۔ برخلاف اس کے فرعون کی بیوی آسیہ کے عمل نے انھیں زمین سے اٹھا کر آسمان پر بٹھا دیا۔ اسلام میں عمل سب سے اہم چیز ہے۔ جب تک ہم اپنے عمل سے محبت اہلبیتؑ کا مظاہرہ نہ کریں اُس وقت تک ہماری محبت کو کیا وقعت حاصل ہو سکتی ہے۔ کوئی مسلمان اپنے اسلام کا لاکھ دعویٰ کرتا پھرے اگر وہ صوم وصلوٰۃ کا پابند نہیں

تو اس کا اسلام کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ذرا غور و فکر سے دیکھئے کفار قریش وغیرہ کو اپنے آباؤ اجداد کے اتباع پر کس شدت سے ناز تھا اور اپنے آبائی ہر اسم کو کسی بھی نہج چھوڑنے پر تیار نہ تھے؟ پھر اگر ہم مدعی محبت اہلبیتؑ ہو کر بھی اہلبیتؑ کا اتباع نہ کریں تو پھر کس منہ سے ان کی محبت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ اہلِ بیت اطہارؑ کی محبت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور رسولِ کریمؐ کی محبت عین اللہ کی محبت ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی محبت کا راز زبانی دعووں پر مبنی نہیں بلکہ رسولِ خداؐ کے اتباع میں مضمر ہے فاتبعونی یحببکم اللہ کے تحت اہلبیتِ اطہارؑ کا اسوۂ عمل کیا ہے، صبر و رضا، زہد و اتقا، جہاد بالنفس و بالمال، حق پژوہی و حق نوازی، توصیہ بالحق و توصیہ بالصبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی میرے اہل بیتؑ کی محافظت کرے گا۔ میں نے اس کے لئے خدا سے عہد لے لیا ہے۔ یہ روایت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ ایک دوسری روایت ہے کہ رسول کریمؐ کو ایک خیمہ میں عربی کمان سے تکیہ لگائے ہوئے دیکھا۔ اس وقت حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ بھی موجود تھے۔ فرمانے لگے میں اس خیمہ والوں کے ساتھ صلح رکھنے والوں سے صلح کرنے والا اور ان سے جنگ کرنے والوں سے جنگ کرنے والا ہوں جو نیک اور پاکیزہ ولادت ہوگا وہ ان سے محبت کرے گا اور جو بد اصل و بدبخت ہوگا وہ انھیں دوست نہ رکھے گا، یہ مستند احادیث ہیں۔ رسول کریمؐ

کو اللہ تعالیٰ نے تمام واقعات سے واقف و باخبر بنا دیا تھا اور آپ بہ حکم ایزدی حجت تمام کرنے کے لئے سب کچھ مسلمانوں کو بتا دیتے تھے۔ چنانچہ آپ بار بار موقع بہ موقع محبت اہلبیتؑ کے پردے میں معاصی کبریٰ سے اجتناب کی تعلیم دیتے رہے اور چاہتے تھے کہ حوادث کربلا اور بنی امیہ کے جگائے ہوئے اقتدار پرستانہ فتنے کی آگ کا ایندھن بننے سے امت جس حد تک بچ سکے اتنا ہی بہتر ہے کتنے بدبخت تھے وہ لوگ جو سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہوئے اس آگ میں کود پڑے اور جنھوں نے اہلبیت اطہار سے جنگ کر کے دشمنانِ رسولؐ کی جہنمی فہرست میں اپنا نام سر فہرست لکھوا لیا۔ حضرت امام حسینؑ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا ہر ایک چیز کی ایک بنیاد ہوتی ہے، اسلام کی بنیاد محبت رسولؐ اور آلِ رسولؐ ہے۔ اب میں یہاں خصوصیت کے ساتھ یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت امام حسینؑ کے متعلق حضورؐ کے کیا ارشادات و ہدایات ہیں گو کہ آپ اہلبیتؑ اطہار میں شامل ہیں لیکن چونکہ مرکزِ معاندت و مصائب آپ ہی کی ذات گرامی تھی اس لئے ضروری ہے کہ اس ذات گرامی کے تعلق سے کچھ اشارے پیش کردوں تاکہ کوئی شائبۂ اشتباہ باقی نہ رہے۔

ارشادِ نبویؐ ہے اور ایسا ارشاد کہ جس کی صداقت سے دشمنانِ اہلبیت کو بھی جراتِ انکار نہ ہو سکی وہ یہ کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسینؑ کی دوستی میری دوستی اور حسینؑ سے عداوت مجھ سے عداوت

ہے۔ پھر فرمایا جس نے حسینؑ کو دوست سمجھا اُس نے مجھے دوست سمجھا اور جس نے مجھے دوست رکھا اُس نے خدا کو دوست رکھا اور جس نے حسینؑ سے دشمنی رکھی اُس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے مجھ سے دشمنی رکھی اُس نے خدا سے دشمنی رکھی کیا اس حدیث کے پیش نظر وہ افراد و گروہ جو قاتلان حسینؑ کے لشکر میں شامل ہیں کیا دشمنان خدا و رسولؐ نہیں قرار پاتے، اور اگر پاتے ہیں تو پھر دنیا میں ان سے زیادہ لعنتی و شقی کون ہو سکتا ہے، اس میں شک نہیں کہ کفار و مشرکین نے بھی اپنے عہد میں رسول امینؐ کے ساتھ معاندت و ایذا رسانی کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا، لیکن اُنھوں نے جو کچھ کیا بحالت شرک و کفر کیا لیکن جنھوں نے مسلمان ہوتے ہوئے توحید و رسالت پر ایمان لاتے ہوئے اور اپنے پیغمبرؐ کے ارشادات حضرت حسینؑ سے متعلق سنتے ہوئے اور سب کچھ جانتے ہوئے ایک عناد ذاتی اور اقتدار سیاسی کے لئے حضرت امام رضی اللہ عنہ کے گلے پر چھری پھیر دی اور اُن کی نعش مبارک کو گھوڑے کی ٹاپوں سے کچل کر پسلیاں تک توڑ دیں۔ تصور میں نہیں آسکتا کہ وہ شقاوت و لعنت کے کتنے صد ہزار مراتب طے کئے ہوئے تھے۔ اللہ اللہ کیا تھے وہ مسلمان جو مسلمان کہلاتے تھے اور پیشوائے مسلمین کے نواسے، جگر گوشے کو چند قطرہ ہائے آب کے لئے تڑپا تڑپا کر مار رہے تھے۔ وہ حسینؑ جو عبداللہ بن عمر کی روایت کے مطابق گلشن رسالتؐ کے شگفتہ پھول تھے۔ وہ حسینؑ جنھیں رسول اکرمؐ نے جوانان جنت کا سردار فرما گئے تھے۔ وہ حسینؑ

جن کے متعلق سرکارِ دو عالمؐ نے علانیہ فرمایا تھا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ وہی حسینؑ دشتِ کربلا میں شہید ہو، مسلمانوں ہی کے ہاتھوں شہید ہو اور اُن پر درود شریف پڑھنے والوں ہی کے ہاتھ شہید ہو اور جس کا جنازہ اس آسمان کے نیچے بلا دفن کئے تین شبانہ روز ابلق ایام کی سفید و سیاہ چادر میں لپٹا ہوا پڑا رہے۔ گناہ اور اتنا لرزہ خیز گناہ۔ عدوان اور اتنا خوفناک عدوان، ظلم اور اتنا بے پناہ ظلم، خدا ہی جانتا ہے کہ ان بد بختوں اور تیرہ نصیبوں کے پہلو میں دل دھڑک بھی رہے تھے یا نہیں۔

انسان! اللہ اکبر! جاننے والا ہی جانتا ہے کہ کیا ہے۔ جب نیکی اور تقدیس پر اُتر آتا ہے تو مسجودِ ملائک بن جاتا ہے۔ فرشتگان و مقربین سے بازی لے کر منزلوں دُور نکل جاتا ہے اور بدی و شرک کی طرف مائل ہوتا ہے تو اللہ جانے اُس کی شقاوت اُسے اسفل السافلین کی گہرائیوں میں سے کون سی انتہائی گہرائی ہے جس میں اُسے پھینک دیتی ہے۔ سانپوں کے بلوں، بچھوؤں کے سوراخوں، درندوں، بھیڑیوں اور شیروں کی ماندوں میں پہنچ کر تو سلامتی کا کچھ نہ کچھ امکان باقی بھی رہ جاتا ہے خونخوار درندوں اور موذی بچھوؤں سے بھی بچنا امکانی امر ہوتا ہے لیکن انسان کو انسان سے پناہ نہیں ملتی۔ رات دن خون پی کر رہنے والے درندے جو اپنی زندگی گوشت اور ہڈیوں پر بسر کرتے اور چیر پھاڑ کر رکھ دینے والے وحوش و بہائم کو بھی عذاب و عقاب کے وہ طریقے

اور ڈھنگ ان کی درندگی تعلیم نہیں کرتی جو انسان کو انسانی شیطنت سکھا دیتی ہے۔ یقیناً مردود و ازلی شیطان الرجیم کی بھی جرأت اپنے روایتی عذابوں اور نافرمانیوں کے باوجود نہ پڑی ہوگی کہ میدانِ کرب و بلا میں قدم رکھ سکے اور اس غضب خیز و غضبناک موقع پر کسی کو ورغلانے اور بہکانے کی مجال پیدا کر سکے۔ وہ قہر و جلالِ ربانی کا رمز شناس تھا لیکن حضرت انسان کی یہ ڈھٹائی یہ بے وفائی، یہ طوطا چشمی، کفرانِ نعمت، یہ برہم زنی ارض و فلک یہ شیطنت و بربریت ملاحظہ فرمائیے کہ جب شقاوت پر اُتر آئے تو خدا کو بھولے، رسولؐ کو بھولے، برادری، رشتہ داری کو بھولے، حتیٰ کہ قہر و جلالِ ربانی کو بھی بھول بیٹھے، وہ کس لئے؟ محض چند روزہ محدود اور دنیوی واہ واہ، چند سنہری ٹکلیوں اور حکومت چند روزہ کے لئے پیشوائے اسلام کے مطہر و مقدس نواسے اللہ کے پیارے اور کروروں مسلمانوں کی آنکھ کے تارے حضرت امام ہمامؑ کو ایک بے آب و گیاہ میدان میں بھوکا پیاسا رکھ کر، جھلسا دینے والی دھوپ میں گھیر کر، چاروں طرف سے راہیں روک کر، اُن کے چاہنے والوں کی نگاہوں کے سامنے، زمین و آسمان کے سامنے، چمکنے والے آفتاب و ماہتاب کے سامنے اور سب سے بڑھ کر قہار و جبار اور مالک یوم الدین کے سامنے نیزوں و تلواروں پر دھر لیا اور ذبح کر دیا، سر کاٹ لیا، نعش مبارک کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچلوا دیا

بے گور و کفن شہداء کے سر نیزوں پر رکھے۔ سراپا پردگیانِ عفاف کو برہنہ سر و چہرہ، اونٹوں کی برہنہ پشت پر سوار کیا اور پھر غولِ بیابانی کی طرح باجے بجاتے، خوشیاں مناتے، اچھلتے کودتے کوفہ کی طرف چل دیئے۔ بہ سوگندِ خدا و رسولؐ تصور کی تمام خداداد قوتیں اس شقاوت و کفرِ قلبی کے عرض و عمق کی پیمائش سے قاصر ہیں۔ سوچتے سوچتے دماغ چکرانے لگتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت پناہ مانگتے رہنا چاہیئے۔ ہم تو چیز ہی کیا ہیں یہ تو وہ انسان تھے جن میں تابعین تربیت کے لئے موجود تھے، صحابۂ کرام موجود تھے، قربِ نبوت تھا۔ ایمانوں کی حفاظت کرنے اور قعرِ جہنم سے بچانے والا وہی ہے۔ مسلمان اور یہ عمل! کیا خیال کریں اور کیا سمجھیں برخلاف اس کے سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، نے بموجب آیتِ قرآنِ عظیم :-

"یا یھا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین و لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

کی عملی تصویر اعداد مخالفین کے سامنے بتلانے سے قبل ہم گنہگار
مسلمانوں کو ایک آخری پیام اپنے فرزندِ دلبند عابد بیمار حضرت امام
زین العابدینؑ کے ذریعہ ہم مسلمانوں تک پہنچانے کے لئے وصیتہً
ارشاد فرمایا کہ "جس طرح ہر ابتدار کی انتہا ہوتی ہے اُسی طرح
زندگی کی انتہا موت ہے۔ دور اندیش ہنس کھیل کر اس کا استقبال
کرتا ہے اور بے وقوف رو پیٹ کر موت کے منھ میں جاتا ہے۔ مگر
کس قدر اچھی ہے وہ موت جو دوسروں کی زندگیوں کو زندہ کر دے
میرے نانا (رسول خداؐ) دنیا کے بہترین انسان کی زندگی دنیا میں
ایک انقلاب عظیم پیدا کر گئی۔ میرے باپ شیر خداؑ کے کارنامے اس
دنیا کو انمٹ تماشے دکھا گئے۔ ضرورت تھی کہ ایسے باپ کے بعد جس
کی زندگی بے مثل رہے گی۔ میں نہ صرف پرستارانِ توحید کو بلکہ اس
دنیا کے بسنے والوں کو بتا دوں کہ یہی انسان اپنے اعمال سے زندگی اور
موت دونوں کو جنت اور دوزخ بنا دیتا ہے اور باغیچہ حیات میں
ایسے پھول بھی کھلا سکتا ہے جو ذاتِ باری کی طرح فنا سے محفوظ رہیں
میری زندگی ایک ساعت کی مہمان ہے۔ آج دوپہر کے اندر اندر
میدان کربلا میں ایسے پھول مہکائے ہیں جن کی خوشبو جب تک
دنیا آباد ہے اُس کو معطر کرے گی۔ حسینؑ کی موت ان لوگوں کی
زبان سے بھی دادِ شہادت و شجاعت لے گی جو اُن کے ناناؐ کے
مقدس نام کے دشمن ہیں۔ یہ رونے کا نہیں خوش ہونے کا وقت ہے۔

اگر تم زندہ رہے تو دیکھ لینا یزید، ابن زیاد، اور عمر بن سعد جو میرے قتل کے متمنی ہیں عبرتناک موت مریں گے اور اگر میرا خیال غلطی نہیں کر رہا ہے تو سن لینا کہ محرم کی ۱۰ تاریخ جو دنیا کے ہر دور میں اہم رہی ہے اور نانا کے ارشاد کے مطابق قیامت بھی اسی تاریخ جمعہ کے دن قائم ہوگی، ہر سال دنیائے اسلام میں ایک قیامت بپا کرے گی۔ میں تم کو ایک پیغام دیتا ہوں۔ جو مسلمانوں تک پہنچا دینا وہ یہ کہ حیات انسانی مخزن آفات و آلام ہے۔ وہ مسلمان جو افلاس و تنگدستی میں گرفتار ہو کر زندگی سے بیزار ہو جائے اُس سے کہنا کہ تھوڑی دیر کے واسطے میری (حسینؑ) کی بھوک پیاس کو بھی یاد کرلے اور غور کرے کہ بیوی بچوں کو بھوکا پیاسا دیکھ کر حسینؑ کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ مائیں اگر اپنے معصوم بچوں کا جنازہ دیکھیں تو غور کریں کہ بی بی شہربانو نے اور حسینؑ نے اصغر کو خون میں لتھڑے ہوئے جان دیتے ہوئے دیکھا ہوگا، کیا گزری ہوگی۔ باپ جس وقت جوان بیٹے کو قبر میں دفنائے تو یاد رکھے کہ حسینؑ نے بھی علی اکبرؑ کو اپنے ہاتھوں قبر میں سلایا تھا اور اور نئی نویلی دلھن کو اپنے دولھا کی موت سے واسطہ پڑے تو وہ میری بچی اور اُس کے شوہر یعنی میرے بھتیجے قاسم ابن حسنؑ کی موت کو یاد کرے اور غور کریں اور سبق لیں کہ جس وقت حسینؑ کا تمام خاندان بجز تمھارے ختم ہو چکا تو بھی اس کی زبان پر اللہ ہی اللہ تھا میری

شہادت کے بعد اگر عمر سعد اور اُس کے ساتھی شرارت کریں تو صبر سے برداشت کرنا۔ تم حسینؑ کی اولاد ہو اور اُس باپ کے بیٹے ہو جس کا صبر دنیا میں مشہور ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ زبان سے کوئی لفظ شکایت نکل جائے۔ سخت سے سخت مصیبت میں بھی صبر و شکر ہاتھ سے نہ جائے۔

امام ہمامؑ کے یہ آخری جواہر پارے درس عبرت اور قابل عمل ہیں اور اس کو اپنا کر ہم اپنی دینی و دنیوی زندگی کو سنوار کر حقیقی محبت اہلبیتؑ کا ثبوت دے سکتے ہیں ؎

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسینؑ ابتدا ہے اسمٰعیلؑ

پبلشر: سید ابن حسین نقوی۔ آنریری سکریٹری امامیہ مشن۔ لکھنؤ ۳

حسینی فنڈ

امامیہ مشن لکھنؤ

اس فنڈ کے معطیان کو اُن کی رقم عطیہ سے بعد منہائی اخراجات ڈاک دوگنی قیمت کے رسائل واقعۂ کربلا سے متعلق اُردو، ہندی یا انگریزی جس زبان میں مطلوب ہوں محرم سے قبل ہی بذریعۂ ریلوے پارسل یا رجسٹرڈ پوسٹ سے ارسال کر دیئے جاتے ہیں اور وہ خود ہی اپنے وہاں "یوم عاشورہ" اس لٹریچر کو برادرانِ وطن میں مفت تقسیم کرتے ہیں اور اس طرح ہمارے وطنی بھائی بھی کربلا کی عظیم قربانیوں اور اُس کے پسِ منظر سے باخبر ہو کر اسلام حقیقی سے متعارف ہو رہے ہیں۔

تمام برادرانِ ایمانی کا فریضہ ہے کہ اس اہم دینی مقصد کے سلسلے میں اپنے اس مشن کی کسی امداد سے دریغ نہ کریں اور "حسینی فنڈ" میں اپنے گرانقدر عطایا سے امداد فرما کر عنداللہ و عندالرسول ماجور ہوں، اس فنڈ میں چھوٹی سے چھوٹی رقم بھی شکریہ کے ساتھ قبول کی جاتی ہے۔

الداعی الی الخیر
سید ابن حسین نقوی
آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

Presented by: https://jafrilibrary.org/